مقام امام علیہ السلام

تحریر

هیئت تحریریه مؤسسهٔ اصول دین

ترجمہ

عبدالعلی عالمپوری

مؤسسه در راه حق - قم - ایران

مقام امام علیہ السلام

تحریر

ہیئت تحریریہ موسسۂ اصول دین

قم۔ اسلامی جمہوریۂ ایران

ترجمہ

عبد العلی عالمپوری

نام کتاب ـــــــــ مقام امامؑ
تحریر ـــــــــ مجلس مصنفین "ادارہ" در راہ حق قم ایران
ترجمہ ـــــــــ عبدالعلی عالپوری
ناشر ـــــــــ مؤسسہ در راہ حق۔ قم۔ ایران
تعداد ـــــــــ پانچ ہزار
کاتب ـــــــــ رضی الحسن حیدری ہندی مقیم قم۔ ایران
طباعت ـــــــــ سلمان فارسی پریس قم
قیمت ـــــــــ سات روپے
تاریخ اشاعت ـــــــــ ۱۴۰۷ ہجری قمری، ۱۹۸۷ عیسوی

محمد جاوید

فہرست کتاب

نمبر شمار ــــــــ صفحات

انتساب

میں اپنی اس مختصر سی محنت کو اس مقدس ہستی کے نام منسوب کرتا ہوں جو آکر ــــــــ

ــــــــ ظلم و بربریت سے پُر دنیا کو عدل و انصاف سے پُر کردیں گے
جو آکر ظلم میں پسی ہوئی انسانیت کو حریت و آزادی عطا کردیں گے
جو آکر ظلم کی تاریکی کو ختم کرکے ہدایت کے نور سے روشن کردیں گے
ــــــــ یعنی حضرت حجۃ ابن الحسن العسکری صاحب الزمان ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ــــــــ کی بارگاہ کرم میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں ــــــــ

اور سرکار کی ادنیٰ نظر عنایت کا امیدوار ہوں۔

"گر قبول افتد زہے عزو شرف"

عبد العلی عالمپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقامِ امام (مجملاً...)

لوگ اپنی رائے، اپنی عقل اور اپنے اختیارات، اپنی پسند سے جس کو چاہتے ہیں امام بنا لیتے ہیں امام کی قدر و منزلت اور ان کی شان اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔ (۱)

پیغمبر اسلامؐ نے ائمہ معصومینؑ کی تعریف میں فرمایا:۔

میرے اہل بیتؑ ستاروں کی مانند ہیں جن کے وسیلہ سے لوگ دریا اور خشکی میں راستہ تلاش کرتے ہیں اور گمراہی سے نجات پا لیتے ہیں۔ (۲)

میرے اہل بیتؑ کی پناہ میں آنے والے گمراہی و نیست و نابود

۱۔ اِنَّ الْاِمَامَةَ اَجَلُّ قَدْرًا وَاَعْظَمُ شَاْنًا وَاَعْلیٰ مَکَانًا وَاَمْنَعُ جَانِبًا وَاَبْعَدُ غَوْرًا مِنْ اَنْ یَبْلُغَهَا النَّاسُ بِعُقُوْلِهِمْ اَوْ یَنَالُوْهَا بِآرَائِهِمْ اَوْ یُقِیْمُوْا اِمَامًا بِاخْتِیَارِهِمْ۔ کافی ج ۱ ص ۱۹۹ ص ۲۰۳

۲۔ مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۴۹، الصواعق المحرقہ ص ۱۴۰

ہونے اور اختلاف سے محفوظ رہیں گے اور جس گروہ نے ان کی مخالفت کی، اختلاف سے دوچار ہوا اور شیطان کے گروہ میں شامل ہوگیا۔ (۱)

میرے اہل بیتؑ کی مثال کشتی نوحؑ کی سی ہے جو شخص اس کشتی میں بیٹھ گیا نجات پاگیا اور جو شخص پیچھے رہ گیا (سوار نہ ہوا) ہلاک ہوگیا۔ (۲)

منزلت امامت کی عظمت مجھے اجازت نہیں دیتی کہ میں اپنی طرف سے اس بارے میں کچھ کہوں۔ کیونکہ میں اس کی حقیقی معرفت سے عاجز ہوں۔

اور اس گفتگو میں صرف ان چیزوں پر اکتفا کروں گا جو قرآن پاک اور پیغمبرؐ و ائمہؑ کے اقوال سے مجھ کو ملی ہیں۔

۱۔ مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۴۹، الصواعق المحرقہ ص ۱۴۰

۲۔ تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۱۹، مستدرک حاکم ج ۱ ص ۳۴۳

ہادیان امّت

امام لوگوں کو حکمت و دانش اور تقویٰ اور پاک دامنی کی راہنمائی کرتا ہے۔

خداوند عالم نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا:۔

"اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔" (۱)

"آپؐ ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کیلئے ایک ہادی ہے۔"

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈرانے والے ہیں اور ہر زمانے میں ہمارے خاندان سے ایک راہنما ہے جو لوگوں کو اس چیز کی طرف راہنمائی کرتا ہے جس کو پیغمبر اکرمؐ لائے۔ پیغمبر اکرمؐ کے بعد حضرت علی علیہ السّلام اور آپؑ کے بعد ان کے اوصیاء ایک دوسرے کے بعد امت کے لئے راہنما ہیں۔ (۲)

۱۔ سورہ رعد آیت ۷

۲۔ کافی ج ۱ ص ۱۹۲

ائمہؑ کے مکتب سے بہت سے لوگ درخشاں اور تاباں ستاروں کی طرح روشن ہوئے اور بلند مقام پر پہنچے ہیں جن میں حضرت عمارؓ۔ حضرت میثمؓ۔ مالک اشترؓ۔ رشیدؓ اور اس گروہ کے دیگر کئی اصحاب ہیں جو تمام کے تمام برتر اور افضل واعلیٰ ہیں ان کا وجود سر چشمۂ پاکیزگی تھا۔ اور پلیدگی سے پاک ہوگئے تھے۔ وہ خدا کے سوا کسی کو نہیں چاہتے تھے۔ اور خدا کے سوا کسی دوسرے پر ان کی نگاہ نہیں تھی۔ ان کے تمام وجود اور جان ودل پر خدا کی حکومت تھی۔ اسی لئے ہر ایک اپنی جگہ پر کامل انسان کا نمونہ تھا اور ہر ایک نے راہ خدا میں عظیم خدمات انجام دیئے وہ اپنے زمانہ کے بلند ترین انسان تھے۔

امام کی خصوصیت یہ ہے کہ احکام بتانے اور ظاہری ہدایت کرنے کے علاوہ ولایت وہدایت باطن کا بھی ذمہ دار ہوتا ہے یعنی باطنی طور پر انسانوں کو جو صلاحیت واستعداد رکھتے ہوں کمال کی طرف لے جاتا ہے۔

امام چونکہ خود حیات معنوی کے عالی ترین درجہ پر فائز ہوتا ہے اور ایک قسم کی ہدایت روحانی کا ذمہ دار ہوتا ہے لہذا اسی کے ذریعہ لوگوں کے دلوں پر اثر انداز ہوتا ہے اور ان پر حکمرانی کرتا ہے۔

ایسے افراد کے نام جن کا وجود امام علیہ السّلام کی ہدایت کی وجہ سے تابناک اور روشن ہوا۔ تاریخ اور حدیث کی

کتابوں میں مذکور ہے۔

یہاں چند افراد کا اجمالاً ذکر کیا جاتا ہے:۔

(۱) میثمؓ

ایک غلام تھے جن کو حضرت علیؑ نے خرید کر آزاد کیا بہر حال محبت کا یہ رشتہ ایسا تھا کہ زندگی کے آخری لمحہ تک باقی رہا۔ حتی کہ حضرت علیؑ کی شہادت بھی اس رشتہ کو نہ توڑ سکی میثمؓ آزاد نفس انسان تھے جو مکتب علیؑ سے کما حقہ آگاہی حاصل اور حقائقؑ کو درک کر سکتے تھے اور روح بشریت کے اعلیٰ ترین مدارج تک پرواز کر سکتے تھے۔

(۲) رافع کا بیان ہے

میں جنگ نہروان میں حضرت علیؑ کے ہم رکاب تھا۔ ایک سوار آیا اور بولا اے علیؑ تم پر سلام ہو۔

امام علیہ السلام نے جواب کے بعد فرمایا:۔

تیری ماں تجھ پر سوگوار ہو۔ تو نے مجھے امیرالمومنین کے نام سے کیوں نہیں سلام کیا؟۔

اس نے کہا۔ میں صفین میں اس وقت تھا جبکہ آپؑ

حق پر تھے اور جب آپؑ نے (حکمین) کو معین کیا تو میں آپؑ سے بیزار ہو گیا اور میں نے آپؑ کو مشرک گمان کیا۔ میں اسوقت سے سرگرداں ہوں کہ کس کی امامت و ولایت کو قبول کروں اور یہ کہ خدا کی قسم ہدایت یا گمراہی پر (حق یا ناحق ہونا) تم کو دنیا سے اور وہ چیز جو اس میں ہے اس سے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

تو میرے پاس کھڑا رہ تاکہ تجھ کو ہدایت اور گمراہی کی نشانیاں دکھاؤں اس دوران ایک سوار وہاں پہنچا اور بولا:۔

یا امیر المومنینؑ آپ کے لیے فتح کی خوشخبری لایا ہوں خدا کی قسم تمام خوارج ہلاک ہو گئے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا نہر کے اِس طرف یا اُس طرف۔

عرض کیا نہر کے اُس طرف۔

آپؑ نے فرمایا:۔

تو نے جھوٹ کہا ہے۔ اس خدا کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور انسان کو پیدا کیا۔ اس کے پہلے کہ وہ نہر کو عبور کریں ہلاک ہو جائیں گے۔

وہ شخص جو امام کے پاس کھڑا تھا اس نے اپنے آپ سے کہا (میری بصیرت ان کے بارے میں زیادہ ہو گئی) دیر نہیں ہوئی تھی کہ ایک دوسرا سوار آیا اور پہلے سوار والی بات

دہرائی اور امام سے وہی جواب سنا۔

وہ شخص جو امام کے پاس کھڑا تھا دوسرے کے جھٹلائے جانے کیوجہ سے امام کی طرف سے بدگمان ہوگیا اور اس نے ارادہ کیا کہ تلوار سے آنحضرتؑ پر حملہ کردے۔

لیکن دوسرے دو سوار آگئے، اور فتح کی خوشخبری دی اور بولے خدا کی قسم تمام خوارج ہلاک کردیئے گئے ہیں۔

امامؑ نے پھر فرمایا (نہر کے اُس طرف یا اِس طرف)

عرض کیا، نہر کے اِس طرف کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ نہر کو عبور کریں لیکن پانی کی لہریں گھوڑوں کے سینوں سے ٹکرا رہی تھیں وہ مجبوراً واپس ہوئے اور سب کے سب ہلاک ہوگئے۔

امامؑ نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو۔

وہ شخص جو امام کے پاس کھڑا تھا گھوڑے سے نیچے اترا اور امیرالمومنینؑ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا۔

امامؑ نے فرمایا:۔ "هٰذِهٖ لَكَ اٰيَةٌ" (۱)

"تیرے لیے، یہ نشانی ہے تاکہ تو حق کو پہچان لے"۔

(۳) یہودی دانشمندوں میں سے ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام سے سوال کیا۔

پیغمبر اسلامؐ کا وصی ان کے بعد کتنے سال زندہ رہے گا؟

۱۔ اصول کافی ج ۱ ص ۳۴۵؛ اثبات الہداۃ ج ۴ ص ۴۳۲ ۔ ۴۳۵

وہ طبعی موت مرے گا یا قتل کیا جائے گا؟۔

امامؑ نے فرمایا:۔

پیغمبرؐ کا وصی پیغمبرؐ کے بعد تیس سال زندہ رہے گا۔ اور یہ داڑھی اس سر کے خون سے رنگین ہوگی۔ اور اپنے سر اور داڑھی کی طرف آپؑ نے اشارہ فرمایا۔

یہودی اٹھا اور بولا میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور آپؑ ان کے جانشین ہیں۔ (۱)

(۴) سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں:۔

(جاثلیق) مسیحی علماء کا پیشوا پیغمبر اسلامؐ کی رحلت کے بعد مدینہ میں آیا اور بولا کہ ہم نے انجیل میں پڑھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد ایک پیغمبر مبعوث ہوگا نیز ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ پیغمبرؐ دنیا سے رحلت فرمانے سے پہلے اپنے اوصیاء کا تعارف کرا دیتے ہیں تاکہ وہ امت کے درمیان پیغمبرؐ کے جانشین ہوں۔ اور لوگ اپنی مشکل اور سوالات کو ان کے پاس لائیں۔

اس وقت ابوبکر (جو کہ اپنے آپ کو پیغمبرؐ کا جانشین سمجھتے تھے) کے پاس آیا اور ان سے سوالات کئے، لیکن ابوبکر جواب نہ

۱۔ کمال الدین ص ۱۷۳ چاپ قدیم۔ اثبات الہداۃ ج ۴ ص ۴۵۳، ص ۵۴۴

دے سکے۔ پھر اپنے سوالات کو حضرت علی علیہ السّلام کے سامنے بیان کیا اور امامؑ نے اس کو جواب دیکر مطمئن کر دیا۔

مسیحی نے امامؑ سے خواہش کی کہ اپنی جانشینی کے لیے دلیل پیش کریں۔

امامؑ نے فرمایا جب تو اپنے وطن سے چلا تھا تو اپنے دل میں اس سے بیزار تھا جس سے سوال کرنا چاہتا تھا۔ ظاہراً ہدایت چاہتا تھا۔ مگر تیری نیت میں کھوٹ تھا۔ خواب میں میرا مرتبہ اور میری باتیں تجھ سے بتادی گئیں۔ تجھ کو میری مخالفت سے ڈرایا گیا اور میری پیروی پر مامور کیا گیا۔

مسیحی بولا :۔

اس خدا کی قسم جس نے مسیح کو مبعوث کیا۔ آپؑ نے سچ کہا اور خدا کے سوا اس چیز سے کوئی آگاہ نہیں تھا جس کی آپؑ نے خبر دی۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اس کے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور آپؑ پیغمبرؐ کے جانشین اور وصی ہیں۔ اور وصایت کے لیے تمام لوگوں سے زیادہ مناسب اور افضل ہیں۔ (۱)

(۵) کفار شام میں سے ایک شخص نے ہشام بن حکم سے سوال کیا کہ

۱۔ اثبات الہداۃ ج ۴ صفحہ ۴۹۴ تلخیص از امالی شیخ طوسی ج ۱ ص ۲۲۳ چاپ نجف

موجودہ زمانہ میں حجت خدا کون ہے؟۔

ہشام نے امام جعفر صادق علیہ السلام کیطرف اشارہ کیا اور کہا:

یہ وہ بزرگ وار ہیں جن کی زیارت کے لیے ہر طرف سے لوگ آتے ہیں اور اس علم کے ذریعہ جوان کو باپ دادا سے ملا ہے ہمیں آسمان کی خبریں دیتے ہیں۔

اس نے کہا میں کس طرح سمجھوں؟۔

ہشام نے کہا جو چاہتا ہے ان سے پوچھ لے۔

بولا، اب کوئی عذر باقی نہیں رہا اور اب یہ میری ذمہ داری ہے کہ میں سوال کروں۔

اس وقت امام جعفر صادقؑ نے اس سے فرمایا:۔

کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھے تیرے سفر کا حال اور تو کسطرح آیا ہے بتادوں؟۔

پھر تمام داستان سفر بغیر کمی و زیادتی کے بیان کی۔

مرد شامی نے تصدیق کی اور ایمان لے آیا۔ (۱)

(۶) ایک عورت اور مرد راہب ساتویں امام حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کے پاس آئے اور انھوں نے کچھ مسائل پوچھے اور جواب سنے۔ پھر امامؑ نے ان سے کچھ سوالات کیے، جن کا وہ

۱۔ اثبات الہداۃ ج ۵ ص ۳۳۶، اصول کافی ج ۱ ص ۱۷۲ با اختصار۔

جواب نہ دے سکے۔

ان دونوں نے دوبارہ اپنے پوشیدہ امور کے بارے میں امامؑ سے سوال کیا۔ آپؑ نے صحیح جوابات دیئے، اور وہ دونوں مسلمان ہو گئے۔ (۱)

(۷) مسیحیوں میں سے ایک تیس سالہ شخص تھا جو خدا سے بہترین دین کی طرف راہنمائی چاہتا تھا۔ خواب میں اس کو دمشق کے ایک بلند پایہ دانشمند کی طرف راہنمائی ہوئی، اور اس دانشمند نے اس کی حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی طرف راہنمائی کی اور کہا کہ وہ بزرگ دنیا کے دانا ترین لوگوں میں سے ہیں۔ مسیحی امام علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اس نے کچھ چیزیں پوچھیں جن کا برملا جواب سنا۔

امامؑ نے فرمایا۔ اس مجلس سے نہ اٹھو تاکہ خدا تیری ہدایت کرے۔

مسیحی نے اپنے پوشیدہ اسرار و رموز کے بارے میں سوال کیا جن کا امامؑ نے پھر جواب مرحمت فرمایا۔ وہ مسلمان ہو گیا اور اس نے آپؑ کی امامت کا اعتراف کیا۔ (۲)

۱۔ اثبات الہداۃ ج ۵ ص ۵۰۳، اصول کافی ج ا ص ۴۸۱ با اختصار

۲۔ اثبات الہداۃ ج ۵ ص ۵۰۳، اصول کافی ج ا ص ۴۷۸ با اختصار

غیب اور پوشیدہ راز کو جاننے والے

ائمہ معصومین علیہم السّلام دنیا کے پوشیدہ راز اور اسرار کو جانتے تھے اور گذشتہ و آئندہ کی خبر رکھتے تھے۔ یہ علم بھی انھیں پیغمبرؐ سے وراثت میں ملا تھا۔ نیز فرشتوں کے ذریعہ ہر شب (جمعہ) اور شب قدر میں ان پر ظاہر ہوتا تھا۔ ہم یہاں ائمہؑ کے علم کے بارے میں اجمالاً چند واقعے ذکر کر رہے ہیں:۔

(۱) امیرالمومنین علیہ السّلام نے بصرہ کی آئندہ حالت کے بارے میں خبر دی اور فرمایا گویا میں اس کو ایسے سپاہیوں کی طرح دیکھ رہا ہوں (کہ فقر اور تہی دستی سے) جو نہ گرد و غبار رکھتے ہیں اور نہ فریاد۔ نہ ان کی لگاموں کی آواز ہے نہ گھوڑوں کی ہنہناہٹ، اپنے پاؤں سے خاک اڑاتے ہیں اور ان کے پاؤں شترمرغ کے پاؤں کی طرح ہیں۔

تمہارے آباد راستوں اور سجے سجائے گھروں پر وائے ہو جس کے ساز و سامان گدھ کے پروں کی طرح ہیں (یہ کنایہ ہے

بالکونیوں کے بارے میں) اور ان کے سونڈ ہاتھی کے سونڈ کی طرح ہیں (یہ کنایہ ہے پرنالوں کے بارے میں) یہ ان لوگوں میں سے ہیں کہ جن کے ہلاک ہونے پر کوئی نہیں روتا۔ اور جن کے کھو جانے پر کوئی ان کی تلاش نہیں کرتا۔ میں نے دنیا کو منھ کے بل ڈھکیل دیا اور اس کو چھوڑ دیا۔ میں دنیا کی قیمت کو اسی اندازے اور اسی قدر کے مطابق سمجھتا ہوں جس کے وہ لائق ہے۔ اور جس نگاہ سے دنیا کو دیکھنا چاہیئے میں اسی نگاہ سے دنیا کو دیکھتا ہوں۔ (۱)

(سید رضیؒ) نہج البلاغہ کو جنھوں نے جمع کیا ہے فرماتے ہیں کہ آپؑ کی مراد ان کلمات سے (صاحب زنج) ہے۔

"ابن اثیرؒ" نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔

(صاحب زنج) (علی ابن ابان) نے ۲۵۷ھ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر بصرہ پر حملہ کیا۔ ابراہیم بن یحیی المہلبی (صاحب زنج کے چچا زاد بھائی) نے اس سے اہل بصرہ کے لئے امان مانگی اور اس نے بھی ظاہراً قبول کر لیا۔ اور ابراہیم کی طرف سے اعلان کرنے والے نے یہ اعلان کیا جو شخص امان چاہتا ہے ابراہیم کے گھر میں آجائے۔ بصرہ کے تمام لوگ ابراہیم کے گھر آگئے لوگوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ ابراہیم کے گھر کے اردگرد کے کوچے بھی پُر ہو گئے۔

۱۔ نہج البلاغہ فیض الاسلام خطبہ ۱۲۸ صفحہ ۳۸۹

صاحب زنج نے جب بصرہ کے لوگوں کا اژدہام دیکھا۔ تو اس کو غنیمت سمجھتے ہوئے قتل عام کا حکم صادر کر دیا۔ اہلِ بصرہ (چونکہ یہ لوگ امان کے لیے آئے تھے اس لیے دفاع نہ کر سکے اور تلواروں سے کٹنے لگے) اس حالت میں جب کہ ان کی (شہادتین) کی فریاد بلند تھی تمام کے تمام تہہ تیغ ہو گئے اور چند نفوس کے علاوہ کوئی بھی جانبر نہ ہو سکا۔

صاحب زنج نے قتل عام کے بعد بصرہ میں چند جگہوں پر آگ لگوا دی۔ آتش سوزی اس قدر ہیبت ناک تھی۔ کہ اس کے شعلے ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر پہنچ رہے تھے۔ قتل و غارت گری اور آتش زنی نے بصرہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا وہ جس کو بھی دیکھتے تھے قتل کر دیتے تھے۔ (۱)

(ابن الحدید) نے صاحب زنج کے بصرہ پر حملہ کی داستان تفصیل سے لکھی ہے اور اس کو حضرت امیر المومنین کے فرمان سے منطبق سمجھتے ہیں۔ (۲)

(۲) امیر المومنین حضرت علی علیہ السّلام نے ہلاکو اور مغلوں کے حملہ کے بارے میں فرمایا: گویا میں ایک گروہ کو دیکھ رہا ہوں جن کے چہرے

۱۔ کامل ابن اثیر ج ۷، ص ۲۴۶ ص ۲۴۳ چاپ بیروت سال ۱۳۸۵ ہجری
۲۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۸ ص ۱۴۶

آہنی ڈھال (گول، موٹے، سخت) کی طرح ہیں۔ ریشمی لباس پہنے ہوئے ہیں۔

وہ عالی نسل کے گھوڑے اپنے ساتھ لائیں گے اور اس جگہ زبردست قتل و غارت گری ہو گی چنانچہ زخمی لاشوں کے اوپر چلیں گے اور رہا ہونے والے قیدیوں سے کم ہوں گے۔ (۱)

(ابن ابی الحدید) کا بیان ہے کہ یہ ان غیبی خبروں میں سے ہے جن کی آپ نے خبر دی تھی اور ہمارے زمانہ (ساتویں ہجری نصف صدی) میں یہ واقعہ پیش آیا ہم نے اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھا لوگ آغاز اسلام سے اس کے انتظار میں تھے یہاں تک کہ قضاء الہٰی نے اس کو ہمارے زمانہ تک مؤخر کیا۔ (۲)

(۳) امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے خوارج کے قتل ہونے اور جنگ نہروان سے قبل ان سے فرمایا۔

میں تمہیں ڈراتا ہوں مبادا اس نہر کے کنارے اس پست اور نیچی زمین میں بغیر اپنے پروردگار کی کوئی واضح دلیل کے مارے جاؤ گے۔

میں نے تمہیں "حکومت حکمین" (۳) سے منع کیا مگر تم نے

۱۔ نہج البلاغہ فیض الاسلام خطبہ ۱۲۸ ص ۳۸۵، ۲۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۸ ص ۲۱۸

۳۔ جنگ صفین میں جب معاویہ کے لشکر نے دیکھا کہ ہماری (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

بقیہ حاشیہ صفحہ سابق :۔ پائیداری ختم ہو رہی ہے تو دھوکہ دہی کا پروگرام بنایا۔ انھوں نے قرآن پاک کو نیزوں پر بلند کیا۔ (یعنی ہم سب مسلمان ہیں آؤ خدا کی کتاب کے ساتھ فیصلہ کریں) اور بعض عراقی سپاہی دھوکا کھا گئے، اور امیر المومنینؑ نے جتنی بھی کوشش کی کہ فریب خوردگان کو راہ راست پر لائیں مگر انھوں نے قبول نہ کیا اور امامؑ نے ناچار (حکمیت) کو قبول کیا (عمرو عاص) کہ جس نے خود فریب کا یہ جال بنا تھا۔ شامیوں کی طرف سے حکمیت کے لیے نمائندہ منتخب ہوا۔ اور عراقی سپاہیوں نے بھی (ابو موسیٰ اشعری) کا انتخاب کیا۔ حالانکہ حضرت علیؑ نے بہت اصرار کیا کہ (ابو موسیٰ اشعری) سابقہ دشمنی رکھتا ہے اسکو حکمیت کے لیے معین نہ کریں لیکن عراقیوں نے قبول نہ کیا بالآخر (حکمین) سے عہد لیا گیا کہ (خدا کی کتاب) کے سوا حکم نہ کریں۔ دونوں نے خیانت کی اور (ابو موسیٰ اشعری) نے حضرت علیؑ کو خلافت سے برطرف کر دیا۔ اور (عمرو عاص) نے معاویہ کو خلافت کے لیے معین کر دیا — اور اس طرح اختلاف بڑھ گیا۔ اور وہ لوگ جو (ابو موسیٰ اشعری) کی حکمیت کے لیے مصر تھے پشیمان ہو گئے۔ باوجودیکہ یہ انکا اپنا گناہ اور نافرمانی تھی پھر بھی انھوں نے حضرت علیؑ پر اعتراض کیا کہ آپنے کس لیے حکمیت کو قبول کیا۔ اس نئے اختلاف کیوجہ سے خوارج کا گروہ تیار ہوا اور آخرکار جنگ نہروان میں خوارج کے قتل ہونے پر یہ قضیہ انجام پذیر ہوا۔

قبول نہ کیا اور تم نے میرے ساتھ بے عہد و پیمان مخالفوں کی طرح مخالفت کی۔ یہاں تک کہ مجبور ہو کر میں نے اپنی رائے کو تمہاری رائے کے مطابق کر دیا۔ تم ایک بیوقوف اور بے عقل گروہ ہو۔ (۱)

اور اسی طرح امامؑ نے فرمایا تھا کہ ۳۹ہجری میں جنگ نہروان واقع ہوگی۔ جس میں ایک گروہ کے سوا جو کہ دس آدمیوں سے کمتر ہوگا۔ اس جنگ میں شریک ہونیوالے تمام خوارج ہلاک ہو جائیں گے۔ (۲)

(۴) نیز جناب امیرالمومنین علیہ السلام مسلمانوں کے مستقبل کے بارے میں فرماتے ہیں:

میرے بعد تمہارے اوپر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس زمانہ میں حق سے زیادہ اور کوئی چیز پنہاں نہیں ہوگی اور جھوٹ سے زیادہ کوئی چیز واضح و روشن نہیں ہوگی۔ خدا اور پیغمبرؐ کیطرف جھوٹ کی نسبت دی جائے گی۔ اس زمانہ کے لوگوں کے نزدیک قرآن پاک کا صحیح پڑھنا اور تفسیر ہونا بے رواج ہوگا۔ اور اس بات کا رواج ہوگا۔ کہ قرآن پاک کے معانی و تفسیر ان کی طبیعت کے

۱۔ نہج البلاغہ فیض الاسلام خطبہ ۳۶ ص ۱۱۰

۲۔ استفادہ از تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۷۸ ص ۱۸۲؛ و ص ۱۸۲ ص ۱۸۰ چاپ نجف

مطابق ہو۔

شہروں میں خوبی سے بڑھ کر کوئی ناپسند چیز نہیں ہوگی اور برائی سے بڑھ کر پسندیدہ کوئی چیز نہیں ہوگی۔ قرآن سے بے اعتنا ہوں گے اور اس کو بھول جائیں گے۔ اور اس وقت قرآن و اہل قرآن کو اپنے سے دور کیا جائے گا۔ اور یہ دونوں اکٹھے اور ایک راہ پر ہوں گے اور کوئی ان کو پناہ نہیں دے گا۔ پس قرآن اور اس کے اہل واقعی ایسے زمانے میں لوگوں کے درمیان اس طرح ہوں گے جیسے کہ ان میں نہیں ہیں۔ اور لوگوں کے ہمراہ اور ان کے ساتھ نہیں ہیں۔ کیونکہ گمراہی اور ہدایت کا کوئی میل نہیں ہے۔ ہر چند کہ ایک جگہ ہوں گے۔ لوگ قرآن پاک سے جدائی اور دوری پر متحد ہوں گے۔ نیز حقیق اہل قرآن سے جدا ہوں گے۔ گویا کہ یہ قرآن پاک کے پیشوا ہیں اور قرآن پاک ان کا پیشوا نہیں ہے۔

"فَلَمْ يَبْقَ عِنْدَهُمْ مِنْهُ إِلَّا اسْمُهُ وَلَا يَعْرِفُونَ إِلَّا خَطَّهُ وَزَبْرَهُ" (۱)

"پس نہیں باقی رہے گا ان کے پاس اس (قرآن) سے مگر صرف اس کا نام۔ اور وہ نہیں پہچانیں گے کسی چیز کو سوائے لکھائی اور خطوط کے"

۱۔ نہج البلاغہ فیض الاسلام خطبہ ۱۴۷ صـ ۴۳۸

(۵) (ابن ابی الحدید) عالم حنفی معتزلی۔ نہج البلاغہ کی شرح میں۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے اس مشہور فرمان کے بارے میں جو آپؑ نے فرمایا:۔

"سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ"

"مجھ سے پوچھو اس سے قبل کہ مجھے کھو دو۔"

لکھتا ہے کہ تمام علماء متفق ہیں کہ:۔

سوائے علی بن ابی طالب علیہ السلام کے کسی نے بھی ایسا دعویٰ نہیں کیا۔

اس کے بعد ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ آنحضرتؐ کے مندرجہ ذیل جملہ سے مراد

"فَلَاَنَا بِطُرُقِ السَّمَاءِ اَعْرَفُ مِنِّیْ بِطُرُقِ الْاَرْضِ۔"

"میں آسمان کے راستوں کو زمین کے راستوں سے زیادہ بہتر جانتا ہوں۔"

ایک ایسا علم ہے جو خود انہیں سے مخصوص تھا۔ اور علم غیب کے سلسلے میں ارشادات حکومتوں اور جنگوں کے بارے میں دی ہوئی خبریں آپ کی صداقت کی شاہد ہیں۔ اسی طرح کی غیب کی خبریں آنجناب سے تواتر کی حد تک پہنچی ہیں اسلئے تردید کی گنجائش نہیں رہتی کہ یہ وہ ارشادات ہیں جو علم اور اطلاع کی بناء پر ہیں اتفاقی نہیں ہیں۔[۱]

۱۔ اثبات الہداۃ ج ۵ ص۴۴۔ ابن ابی الحدید ج ۷ ص۴۴

(۴) علامہ حلی تحریر فرماتے ہیں۔ امیر المومنین علی علیہ السلام کے علم غیب کی اب تک جتنی چیزوں کی تصدیق ہو چکی ہے ان میں سے مندرجہ ذیل چند خبریں یہ ہیں:۔

شہادت امام حسین علیہ السلام (عمر سعد ملعون) کے ذریعہ (ذوالشدیہ) کا قتل ہونا جو رئیس خوارج تھا۔

خوارج کا نہر عبور کرنے سے پہلے ہلاک ہونا۔

خود آپؑ کی شہادت۔

جویریہ ابن مسہر کے ہاتھ پاؤں کا کاٹا جانا۔ اور اس کو سولی پر لٹکایا جانا۔

جناب میثم تمارؓ کی شہادت اور ان کا سولی پر لٹکایا جانا

رشید ہجری کے ہاتھ پاؤں قلم کر کے سولی پر لٹکایا جانا۔

شہادت جناب قنبرؓ غلام امیر المومنینؑ۔

حجاج کے جرائم۔

ابن خالد بن عرفطہ کا قیام۔

حبیب ابن حماد کی خالد کے لئے علمداری۔

برا ابن عازب کی امام حسین علیہ السلام کی مدد سے باز رہنا۔

امام حسینؑ اور کربلا میں آپؑ کے انصار کی شہادت۔

بغداد کا آباد ہونا۔

بنی عباس کی سلطنت اور ان کے کرتوت اور ان کی

حکومت کا مغلوں کے ہاتھوں ختم ہونا۔ (۱)

(۷) ابن عباس فرماتے ہیں: کہ ہم حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ (صفین) کی طرف جارہے تھے جب (نینوا) جو دریائے فرات کے کنارے ہے اترے تو آپؑ نے بلند آواز سے فرمایا:

اے ابن عباس اس سرزمین کو پہچانتے ہو؟

میں نے عرض کیا نہیں!

آپؑ نے فرمایا: اگر میری طرح تم بھی اس زمین کو پہچانتے تو اس وقت تک اس زمین سے نہ گذرتے جب تک تم بھی میری طرح رو نہ لیتے۔

آپؑ دیر تک اس جگہ روتے رہے یہاں تک کہ آپؑ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی اور ہم بھی روئے۔

فرمایا: آہ آہ۔ مجھے ابوسفیان سے کیا کام؟

مجھے آل حرب(۲) سے کیا کام؟

شیطان کا گروہ، اور کفر کے سردار، اے ابوعبداللہ ایسے موقع پر صبر کرنا۔ کیونکہ تمہارے باپ نے بھی وہی ظلم وستم ان سے دیکھا ہے جو تم کو دیکھنا ہے۔ یہ زمین اندوہ وبلا کی

۱۔ اثبات الہداۃ ج ۵ صفحہ ۲۰-۱۹ بہ نقل از نہج الحق علامہ حلی رح

۲۔ حرب ابوسفیان کے باپ کا نام ہے۔

زمین ہے۔ حسین علیہ السلام میرے اور فاطمہ (ع) کے انیس فرزندوں کے ساتھ یہاں دفن ہوں گے ۔ (۱)

(۸) اصبغ بن نباتہ امیرالمومنینؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا :-

میرے بعد لوگوں میں سے بہترین اور ان کا سردار میرا یہ فرزند ہے۔ (اشارہ امام حسن علیہ السلام کی طرف تھا) آگاہ رہنا کہ جلد ہی میرے بعد اس پر ظلم ہوگا جس طرح کہ پیغمبرؐ کے بعد مجھ پر ظلم ہوا۔

اور بہترین لوگوں میں سے فرزند حسنؑ کے بعد میرا بیٹا حسینؑ جو اپنے بھائی کے بعد کربلا کی زمین پر مظلومیت سے قتل کیا جائے گا۔ آگاہ رہنا کہ وہ اور اس کے انصار قیامت کے دن شہیدوں کے سردار ہونگے۔(۲)

(۹) مرحوم طبرسی تحریر فرماتے ہیں :-

وہ چیزیں جو امیرالمومنینؑ کے خطبوں اور فرامین سے جنگ اور حوادث آئندہ کے بارے میں معلوم ہوئی ہیں خاص طور

۱۔ اثبات الہداۃ ج ۴ ص۵۵، اکمال الدین ص۲۹۵ چاپ قدیم باختصار

۲۔ اثبات الہداۃ ج ۴ ص۵۲ بہ نقل از اکمال الدین

عام پر پوشیدہ نہیں ہیں۔ ان تمام فرامین سے آپؑ کا ایک فرمان جب لوگوں نے آپؑ کی بیعت کی تو فرمایا۔

کہ میں ناکثین (یاران جمل) اور قاسطین (شامی اور معاویہ کے سپاہی) اور مارقین (خوارج، جنگ نہروان والے) کے ساتھ جنگ کے لیے مامور ہوں اور اس فرمان کو دیر نہیں ہوئی تھی کہ ان کے ساتھ جنگ ہوئی۔ (۱)

(۱۰) امام مجتبیٰؑ کی زندگی کے آخری وقت جب امام حسینؑ آپ کے سرہانے بیٹھے رو رہے تھے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ آپؑ کیوں رو رہے ہیں؟۔

امام حسینؑ نے فرمایا جو سلوک آپؑ کے ساتھ ہوا ہے اس پر رو رہا ہوں۔

فرمایا جو سلوک انھوں نے میرے ساتھ کیا ہے وہ زہر ہے جو مجھ کو کھلایا گیا ہے اور میں اسی سے شہید ہوں گا ــ لیکن لَا یَوْمَ کَیَوْمِکَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ۔ بہرحال یہ دن تیرے دن کی طرح نہیں ہے۔

تیس ہزار افراد جو اپنے آپ کو ہمارے جد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت شمار کرتے ہوں گے اور اپنے

۱۔ اعلام الوریٰ صـ ۱۷۲ چاپ جدید، اثبات الہداۃ ج ۴ صـ ۵۳۵

آپ کو مسلمان کہتے ہوں گے تیری طرف آئیں گے اور تیرے قتل پر اور تیرا خون بہانے پر اور تیری عزت کی ہتک اور تیری عورتوں اور فرزندوں کو گرفتار کرنے کے لیے، اور تیرے مال کی غارت گری کے لیے اجتماع کریں گے۔ (۱)

(۱۱) (عمر سعد) نے کربلا کے واقعہ سے پہلے امام حسینؑ سے کہا۔ کچھ بیوقوف گمان کرتے ہیں کہ میں آپؑ کا قاتل ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

وہ بیوقوف نہیں بلکہ وہ لوگ عقلمند ہیں۔

لیکن میں خوش ہوں کہ میرے بعد تو عراق کے گندم سے قلیل مقدار کے علاوہ نہیں کھا پائے گا یعنی جلد ہی مر جائے گا۔ (۲)

(۱۲) جب امام حسین علیہ السلام کربلا پہنچے تو آپنے اپنے ساتھیوں سے فرمایا ٹھہر جاؤ، اور آگے مت بڑھو۔ خدا کی قسم یہ جگہ ہمارے اونٹوں کی خوابگاہ ہے۔ خدا کی قسم یہ جگہ ہمارے سامان رکھنے کی جگہ ہے خدا کی قسم اس جگہ ہمارے اوپر ظلم ہوگا۔ خدا کی قسم یہ ہماری قبر کی جگہ ہے۔ خدا کی قسم اسی جگہ پر ہمارا حشر و نشر ہوگا۔ (۳)

۱۔ امالی صدوق ص۱۷۰ چاپ قدیم۔ اثبات الہداۃ ج ۵ ص۱۴۷ ح ۲ ۔ ۲۔ ارشاد شیخ مفید ص۲۳۷، اثبات الہداۃ ج ۵ ص۱۹۹ ح ۳ ۔ ۳۔ اثبات الہداۃ ج ۵ ص۲۰۲ بہ نقل از مقتل ابی مخنف

(۱۳) (ابو خالد کابلی) کہتا ہے:۔
سید سجاد علیہ السلام نے (جعفر کذاب) کو یاد کیا اور بہت روئے اور فرمایا:۔
گویا میں جعفر کذاب کو دیکھ رہا ہوں کہ اپنے زمانہ کے سرکش کو مجبور کر رہا ہے تاکہ ولی خدا کو ڈھونڈھ لے جو خدا کی حفاظت میں پوشیدہ ہے اور خدا پر توکل کرنے والا ہے اور یہ اس لئے کہ ان کی ولادت سے آگاہ نہیں ہے اور اس وجہ سے بھی کہ اگر اس کے ہاتھ آجائیں تو ان کے ہلاک کرنے کے درپے ہے۔ اور ان کی میراث پر طمع رکھتا ہے۔ تاکہ اس کو غصب کر لے۔
ابو خالد کہتا ہے: کہ میں نے عرض کیا آیا یہ بھی ہو سکتا ہے؟
فرمایا: ہاں پروردگار کی قسم، وہ صحیفہ جو ہمارے پاس ہے اس میں پیغمبرؐ کے بعد ہماری مصیبتیں لکھی ہوئی ہیں اسمیں یہ حادثہ بھی ثبت ہے۔ (۱)

(۱۴) چوتھے امام زین العابدینؑ نے فرمایا:۔
ابن عباس کی صلب میں امانت رکھی ہے جو دوزخ کے

۱۔ اثبات الہداۃ ج ۵ ص ۲۲۴، اکمال الدین ص ۳۲۰ باختصار

لئے پیدا کئے جائیں گے۔ اور دیر نہیں گذرے گی کہ ایک جمعیت کو گروہ گروہ کر کے دین سے دور رکھے جائیں گے۔ اور زمین کو آل محمد علیہم السلام کے بچوں کے خون سے رنگین کریں گے۔ اہل ایمان انتظار کی امید میں وقت گذار رہے ہونگے تا کہ خداوند حکم فرمائے۔ اور وہ بہترین حکم کرنے والا ہے۔ (۱)

(۱۵) امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے بھائی (زید بن علی بن الحسین) کو جو اس کے بعد کوفہ کے محلے کناسہ میں سولی پر لٹکائے گئے۔ فرمایا:-

ایسا نہ ہو وہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے تھے تم کو بھڑکائیں اس لئے کہ یہ اس بات پر قادر نہیں ہیں کہ عذاب خدا سے کچھ بھی تم سے دور کر سکیں۔ جلدی نہ کرو کیونکہ خدا بندوں کی جلدی کے ساتھ جلدی نہیں کرتا۔ اور خدا سے پہل نہ کرو (یعنی وہ کام کہ جب کا ابھی وقت نہیں آیا اس کا اقدام نہ کرو) ایسا نہ ہو کہ مصیبت اور بلا تم کو کمزور اور تباہ کر دے۔ اے بھائی میں تمہیں خدا کو سونپتا ہوں۔ تم کناسہ میں سولی پر لٹکائے جاؤ گے۔ (۲)

(مرحوم شیخ حر عاملی) لکھتے ہیں:- وہ چیز جسکی طرف امام باقرؑ نے اشارہ فرمایا تھا۔ اور جسکی خبر دی تھی تواتر کے ساتھ ملتی ہے۔

۱۔ اثبات الہداۃ ج ۵ ص ۲۴۱، غیبت نعمانی ص ۱۰۲ با اختصار۔

۲۔ اثبات الہداۃ ج ۵ ص ۲۶۶

(۱۶) ابی حازم کہتے ہیں :-

حضرت امام باقرؑ کے ہمراہ (ہشام بن عبدالملک) کے مکان کے پاس سے گذرے جب کہ اس مکان کو بنانے میں مشغول تھے آپؑ نے فرمایا :-

خدا کی قسم یہ مکان خراب ہو جائے گا۔ آگاہ ہو جاؤ خدا کی قسم لوگ اس کی خاک کو لے جائیں گے۔ آگاہ ہو جاؤ یہاں (سنگھائی زیت) ظاہر ہو گا۔ اور یہ جگہ (نفس ذکیہ) کی قتل گاہ ہے۔ (۱)

میں دل میں خوش ہوا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہشام کے گھر کو کون برباد کر سکتا ہے۔ میں نے اس بات کو اپنے کانوں سے آپ سے سنا اور اس کے بعد (ہشام) مر گیا اور (ولید) نے حکم دیا کہ اس گھر کو توڑ ڈالا جائے۔ لوگ اس کی خاک کو لے جائیں۔ اور جب اس کی خاک کو لے گئے تو وہاں سنگھائی زیت (۲) ظاہر ہوا۔ اور میں نے ان کو دیکھا۔ (۳)

(نفس زکیہ) کے قتل کی خبر اس سے پہلے حضرت علیؑ

۱۔ یہ محمد بن عبداللہ بن الحسن ہے جو منصور عباسی کے دورِ خلافت میں ۱۴۵ سال میں مدینہ میں خروج کیا اور منصور کے سپاہیوں نے ان کو اسی جگہ احجار زیت میں قتل کیا۔

۲۔ صاحب کتاب تاج العروس لکھتا ہے یہ جگہ مدینہ کے اندر ہے اور محمد نفس زکیہ اس جگہ قتل کیا گیا اور اس جگہ کو قتیل احجار الزیت کہا جاتا ہے۔

۳۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۱۴۴، اثبات الہداۃ ج ۵ ص ۳۰۷۔

بھی دے چکے تھے۔
اور بعد میں حضرت جعفر صادق ؑ نے بھی اس کی خبر دی تھی اور یہ بھی ایک مسلم غیبی خبروں میں سے ہے۔

(۱۷) مہزم کا بیان ہے کہ ایک دن امام ششم حضرت صادق ؑ کی خدمت سے گھر واپس آیا۔ باتیں کرتے ہوئے مجھے غصہ آیا اور میں اپنی ماں کے ساتھ سختی سے پیش آیا۔ دوسرے دن قبل اس کے کہ میں کچھ کہتا امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:۔
اے مہزم تو اپنی والدہ کے ساتھ کل رات کیوں سختی سے پیش آیا؟۔
کیا تو نہیں جانتا کہ اس کا رحم تیری منزل تھا جس میں تو رہا اور اس کا دامن تیرے لئے گہوارہ تھا جس میں تو سر چھپاتا رہا۔ اور اس کے پستانوں سے تو نے دودھ پیا؟۔
اس نے عرض کیا۔ جی ہاں فرمایا بس اس کے ساتھ سختی نہ کر(۱)

(۱۸) ہشام بن حکم بیان کرتا ہے (ابن ابی العوجا) اور (ابو شاکر دیصانی) اور (عبدالملک) اور ابن مقفع) مکہ میں آئے اور قرآن پاک پر طنز کرتے تھے اور حاجیوں کا مذاق اڑاتے تھے

۱۔ اثبات الہداۃ ج ۵ ص ۳۸۲ بہ نقل از بصائر الدرجات

(ابن ابی العوجاء نے اپنے ہم فکروں سے کہا) آؤ ہم میں سے ہر ایک قرآن پاک کی ایک چوتھائی میں نقص نکالیں اور آئندہ سال جب ہم یہاں جمع ہوں تو ہم تمام قرآن کو ناقص کر چکے ہوں۔

یہ سب ایک سال کے بعد پھر مکہ میں جمع ہوئے اور انھوں نے اپنی ناتوانی کا اعتراف کیا کیونکہ قرآن پاک میں کوئی نقص نہیں ثابت کر سکے تھے۔ اس وقت امام صادق علیہ السلام انکے پاس سے گذرے اور اس آیت کی تلاوت کی۔

"قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا۔" (۱)

"اے رسولؐ تم کہدو کہ اگر (ساری دنیا کے) آدمی اور جن اس بات پر اکھٹے ہوں کہ اس قرآن کا مثل لے آئیں تو (غیر ممکن ہے) اگرچہ اس کوشش میں ایک کا ایک مددگار بھی بنے۔"

وہ سب کے سب رونے لگے اور انھوں نے کہا اگر اسلام کے لئے کوئی حقیقت ہے تو وصایت محمدؐ جعفر بن محمدؑ کے علاوہ کسی کو نہیں پہونچی (یعنی اس زمانے میں امام صادقؑ کے علاوہ اور کوئی پیغمبرؐ کا جانشین نہیں ہے۔ خدا کی قسم کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم نے ان کو دیکھا ہو اور ان کی ہیبت سے ہم پر خوف نہ

۱۔ سورۂ بنی اسرائیل آیت ۸۸

چھا گیا ہو، اور ہمارے جسموں میں لرزہ نہ پیدا ہو گیا ہو اور وہ سب اس وقت اپنی بے بسی کا اعتراف کرتے ہوئے منتشر ہو گئے۔ (۱)

(۱۹) ابوبصیر کا بیان ہے :-

شعیب امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیناروں کی ایک تھیلی امام کی خدمت میں پیش کی۔

امامؑ نے فرمایا : زکوٰۃ ہے یا ہدیہ ؟

شعیب نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد عرض کیا۔ زکات بھی ہے اور ہدیہ بھی۔

آپؑ نے فرمایا : ہمیں زکوٰۃ کی ضرورت نہیں ہے اور اپنا ہاتھ تھیلی میں ڈالا اور دیناروں کی ایک مٹھی بھر کر شعیب کو واپس دیدیئے۔

جب ہم باہر آئے تو ہم نے شعیب سے پوچھا۔ کہ اسمیں زکوٰۃ کتنی تھی؟

بولا کہ اتنی مقدار کہ جتنی مجھے واپس دی۔ خدا کی قسم ایک دانہ بھی کم یا زیادہ نہیں تھا۔ (۲)

۱۔ اثبات الہداۃ ج ۵ صہ ۳۹۵ ۔ احتجاج طبرسی صہ ۲۰۹ چاپ سنگی نجف باختصار

۲۔ اعلام الوریٰ صہ ۲۶۹ چاپ جدید اثبات الہداۃ ج ۵ صہ ۳۹۸

(۲۰) ہارون رشید لعنہ نے حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو زہر دلوانے کے بعد اطبا اور اپنے معتمدوں کا ایک گروہ آپؑ کے پاس بھیج دیا تاکہ وہ گواہ رہیں کہ زہر نہیں دیا گیا ہے۔

امامؑ نے ان سے فرمایا:۔

میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اس نے مجھے سات عدد زہر آلود کھجوریں کھلائی ہیں۔ کل میرا رنگ سبز ہو جائے گا اور پرسوں میں اس دار فانی سے چلا جاؤں گا۔ (۱)

(۲۱) سلیمان مروزی بیان کرتا ہے کہ:۔

میں امام کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرا یہ قصد تھا کہ آپؑ سے پوچھوں کہ آپؑ کے بعد حجت خدا کون ہے؟ آپؑ نے میرے پوچھنے سے پہلے ہی مجھ سے فرمایا:

اے سلیمان! میرے بعد میرا بیٹا (علیؑ) میرا وصی اور لوگوں پر حجت خدا ہے۔ (۲)

(۲۲) عبداللہ بن مغیرہ بیان کرتا ہے، کہ میں ہفت امامی تھا جب

۱۔ کافی ج ۱ ص ۲۵۹

۲۔ عیون اخبار الرضاؑ ج ۱ ص ۲۶ چاپ قم، اثبات الہداۃ ج ۵ ص ۵۰۸

میں حج کے لئے گیا اور مکہ پہونچا تو دین کی درستی اور نادرستی میں متردد ہوگیا۔ خانۂ کعبہ کی دیوار کے گوشے سے لپٹ کر میں نے خدا سے عرض کیا:۔

تو اس چیز کو جانتا ہے جو میرا نظریہ ہے مجھے بہترین دین کی راہنمائی فرما۔ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہونا چاہیئے۔ میں مدینہ آیا اور امام کے گھر کے دروازے پر دربان سے کہا کہ اپنے مولیٰ سے جا کر کہو کہ ایک عراقی دروازے پر کھڑا ہے۔

میں نے امامؑ کی آواز کو سنا۔ آپؑ نے فرمایا:

اے عبداللہ ابن مغیرہ اندر آجاؤ۔

میں اندر داخل ہوا۔ جب مجھے دیکھا فرمایا۔ خدا نے تیری دعا کو مستجاب کیا ہے اور اپنے دین کی طرف راہنمائی فرمائی ہے۔

میں نے عرض کیا:

"اَشْهَدُ اَنَّكَ حُجَّةُ اللّٰهِ وَاَمِيْنُهٗ عَلٰى خَلْقِهٖ۔"

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ حجت خدا اور اس کے بندوں پر امین ہیں۔ (۱)

(۴۴) صفوان بن یحییٰ بیان کرتا ہے:۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے

۱۔ اثبات الہداۃ ج ۶ صـ۴۴ (چند روایتیں اس ضمن میں ملتی ہیں)

عرض کیا کہ اس سے پہلے کہ خدا ابو جعفر (حضرت جواد علیہ السلام) کو آپ کو عنایت فرمائے آپ سے (آپؑ کے بعد والے امام) کے بارے میں ہم سوال کرتے تھے اور آپؑ فرماتے تھے کہ خدا مجھے فرزند عنایت کریگا اور خداوند تعالیٰ نے وہ آپؑ کو عنایت کیا اور ہماری آنکھیں ان کی وجہ سے روشن ہیں ۔ (۱)

(۲۴) حضرت عبد العظیم حسنی روایت کرتے ہیں:۔

میں اپنے سید و سردار محمد بن علی بن موسیٰ (حضرت جوادؑ) کے پاس گیا اور میں پوچھنا چاہتا تھا کہ قائم مہدی ہے یا کوئی اور ؟

آپ نے میرے سوال کرنے سے پہلے ہی فرمایا۔

اے ابو القاسم ۔ وہی مہدی قائم ہے (۲)

(۲۵) ابن شبانہ کا بیان ہے:۔

جعفر کذاب کی پیدائش کے وقت میں حضرت ہادیؑ کے گھر میں تھا۔

سب لوگ خوش تھے لیکن امامؑ کو خوش نہ پاکر میں نے عرض کیا میرے سردار ۔ آپکو اس نومولود کی پیدائش پر خوش نہیں

۱۔ اثبات الہداۃ ج ۶ ص ۱۱۳ (اس مضمون کی چند حدیثیں نقل ہوئی ہیں)

۲۔ اثبات الہداۃ ج ۶ ص ۱۸۱ ، اکمال الدین ص ۲۲۳ باختصار

دیکھ رہا ہوں؟
آپؑ نے فرمایا۔ اہمیت نہ دو یہ جلد ہی بہت سے گروہوں کو گمراہ کریگا۔ (۱)

(۴۶) ابو ہاشم جعفری کا بیان ہے:۔
(واثق عباسی) کی خلافت کے دور میں ہم در حالیکہ (بلغا) (جو کہ ایک ترک اور واثق کی فوج کے سرداروں میں سے تھا) عربوں کی طلب میں مدینہ سے گذر رہا تھا میں اس وقت اس جگہ موجود تھا۔ امام ہادیؑ نے فرمایا چلو اس ترک کی فوج کو دیکھیں۔
ہم باہر نکلے اور کھڑے ہو گئے۔ تمام فوج ہمارے پاس سے گذر گئی اور (بلغار) دروازے پر پہنچا۔
امام علیہ السلام نے اس سے ترکی زبان میں کچھ کہا۔
(بلغار) اپنے گھوڑے سے نیچے اترا اور امام علیہ السلام کی سواری کے پاؤں پر بوسہ دیا۔ میں نے (بلغار) کو قسم دی کہ امامؑ نے تجھ سے کیا فرمایا۔
اس نے کہا۔ کیا وہ پیغمبر ہیں؟۔
میں نے کہا نہیں۔

۱۔ اثبات الہداۃ ج ۶ ص ۲۲۱ حدیث ۲۲۔ یہ روایت ایک دوسری طرح بھی نقل ہوئی ہے اور مؤلف کتاب اثبات الہداۃ لکھتا ہے۔

بولا ! مجھے انہوں نے اس نام سے بلایا کہ جس نام سے میں بچپن میں اپنے ترک علاقہ میں مشہور تھا اور آج تک کسی کو بھی اس کی خبر نہیں تھی۔ (۱)

(۲۷) کلینی ابو ہاشم جعفری سے روایت کرتے ہیں :-

میں ایک دن ابو محمد (حضرت حسن عسکری علیہ السّلام) کی خدمت میں آیا اور چاہتا تھا کہ آنجناب سے چاندی لوں اور اس سے انگوٹھی بناؤں اور بطور تبرک محفوظ کر لوں۔ میں بیٹھا اور بھول گیا جب میں جانے کے لئے اٹھا امام علیہ السلام نے مجھے انگوٹھی عنایت فرمائی اور فرمایا۔ تم چاندی چاہتے تھے ہم تمہیں انگوٹھی عطا کر رہے ہیں۔ نگین اور بنانے کی مزدوری کا تجھے نفع ہوا۔ اے ابو ہاشم تجھے مبارک ہو۔

میں نے عرض کیا۔ اے میرے سردار ! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ خدا کے ولی اور میرے امامؑ ہیں۔ آپؑ کی اطاعت کو میں دین کا جزء جانتا ہوں۔

فرمایا اے ابو ہاشم ! خدا تجھ کو بخش دے۔ (۲)

(۲۸) ابو غانم کا بیان ہے۔ حضرت حسن عسکری علیہ السّلام نے

۱۔ اعلام الوریٰ صـ ۳۴۳ ۔ اثبات الہداۃ ج ۶ صـ ۲۳۱

۲۔ اصول کافی ج ۲ صـ ۵۱۲ ، اثبات الہداۃ ج ۶ صـ ۲۹۳

فرمایا:۔

(میرے شیعہ سن ۲۶۰ ہجری میں بکھر جائیں گے) اور اسی سال آپؑ دنیا سے رحلت فرما گئے۔ اور جیسا کہ آپؑ نے فرمایا تھا شیعہ اور آپؑ کے اصحاب پراگندہ ہو گئے۔ بعض جعفر کذاب کے ساتھ مل گئے اور بعض نے تردید کی۔ اور ایک گروہ سرگرداں ہو گیا۔ اور ایک گروہ خدائے بزرگ کی توفیقات سے اپنے دین پر ثابت رہا۔ (۱)

(۲۹) مرحوم شیخ طوسی ابو نعیم انصاری سے روایت کرتے ہیں:۔

مفوضہ (۲) اور مقصرہ (۳) کے ایک گروہ نے (کامل ابن ابراہیم مدنی) کو حضرت حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا۔

کامل کا بیان ہے کہ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ میں امام سے پوچھوں گا۔ آیا سوائے اس شخص کے کہ جس کی معرفت اور اعتقاد میری طرح ہو بہشت میں نہیں جائے گا؟۔

جب امام علیہ السلام کے پاس پہونچا میں نے سلام کیا اور

۱۔ اثبات الہداۃ ج ۶ ص ۲۹۷

۲۔ مفوضہ " وہ گروہ ہے جو کہتا ہے کہ تمام امور ائمہ سے ظاہر ہوئے ہیں"۔

۳۔ مقصرہ " وہ گروہ ہے جو ائمہ معصومین علیہم السلام کو دوست رکھتے تھے لیکن ان کی صحیح طرح معرفت نہیں رکھتے تھے"۔

ایک دروازے کے پاس جس پر پردہ لٹکا ہوا تھا بیٹھ گیا ہوا کا جھونکا آیا اور ایک طرف سے پردہ ہٹ گیا۔ اچانک میں نے ایک بچے کو دیکھا۔ چاند کے ٹکڑے کی شکل۔ تقریباً چار سالہ۔

اس نے مجھ سے کہا۔

اے کامل ابن ابراہیم (اس بچے نے میرا نام لیا تو میں کانپ گیا اور میرے دل میں الہام ہوا کہ میں کہوں لبیک میرے سردار)۔

آپؑ نے فرمایا:۔

تو ولی حجت اور باب خدا سے پوچھنے آیا ہے کہ جو شخص معرفت اور عقیدہ میں تیری معرفت اور عقیدہ کے علاوہ ہو۔ آیا بہشت میں جائے گا یا نہیں؟۔

میں نے عرض کیا! ہاں خدا کی قسم میرے سردار۔

آپؑ نے فرمایا۔ اگر اس طرح ہو تو خدا کی قسم بہت کم لوگ بہشت میں داخل ہوں گے۔

خدا کی قسم ایک گروہ کہ جس کو "حقیہ" کہتے ہیں وہ بھی بہشت میں داخل ہوگا۔

میں نے عرض کیا! میرے آقا وہ کون ہیں؟۔

فرمایا ایک گروہ ہے جو علی علیہ السلام سے شدید محبت کرتا ہے اور ان کے حق کی قسم کھاتا ہے۔ لیکن ان کے حق اور فضل کی معرفت نہیں رکھتا۔

مدتی خاموش رہا اور آپؑ نے فرمایا:۔

اور توجو "مفوضہ" کے عقیدہ کے بارے میں
پوچھنے آیا ہے تو سن مفوضہ جھوٹ بولتے ہیں۔ ہمارے دل خدا
کے ارادے اور مشیئت کی جگہ ہیں۔ جب وہ چاہتا ہے تب ہم
چاہتے ہیں۔ خدا فرماتا ہے:۔

"وَمَا تَشَاؤُنَ اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ" (۱)

اور تم نہیں چاہتے مگر وہ جو خدا چاہتا ہے۔
اس وقت پردہ گرا اور میں دوبارہ اس کو نہیں اٹھا سکا۔(۲)

(۳۰) مشایخ اور بزرگان قم میں سے ایک شخص کا بیان ہے:۔
(علی بن حسین بابویہ) نے اپنے چچا کی بیٹی (محمد بن موسیٰ
بابویہ کی بیٹی) سے شادی کی لیکن اس سے کوئی بچہ پیدا نہ ہوا
ایک خط حسین بن روح (امام زمانہ علیہ السلام کے خاص نائبین
میں سے تیسری فرد) کو لکھا اور ان کے وسیلہ سے امام زمان عجل
اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے دعا کا تقاضا کیا کہ آپ دعا فرمائیں کہ
اللہ تعالیٰ ہم کو فقیہ بیٹے عنایت فرمائے۔
امام علیہ السلام کی طرف سے جواب آیا کہ اس عورت سے
کوئی بچہ نہیں ہوگا لیکن جلد ہی ایک دیلمی کنیز خریدو گے اس

۱۔ سورہ دھر آیت نمبر ۳۰
۲۔ اثبات الہداۃ ج ۷، ص ۳۲۲۔ یہ خبر ایک دوسرے طریقہ سے بھی نقل ہوئی ہے

ے دو فقیہ بیٹے پیدا ہوں گے۔

(ابن سورہ) بیان کرتا ہے:۔

ابن بابویہ کے یہاں تین لڑکے پیدا ہوئے۔ (محمد و حسین و حسن)۔

اور اب تک محمد (صدوق کے نام سے مشہور ہیں) اور حسین یہ دونوں فقیہ اچھے حافظہ کے مالک ہیں۔ اور ایسے مطالب ان کو حفظ ہیں جو اہل قم میں سے کسی کو حفظ نہیں ہیں۔ اور حسن تیسرا بیٹا زہد و عبادت میں مشغول ہے۔ اور لوگوں کے ساتھ محبت نہیں رکھتا اور فقہ سے بھی بے بہرہ ہے۔

قم کے لوگ صدوق اور ان کے بھائی کے حافظے سے تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مقام انہیں امام زمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی دعا سے نصیب ہوا ہے اور یہ موضوع قم کے لوگوں کے درمیان مشہور ہے۔ (۱)

★ ★ ★

جو کچھ اب تک بیان ہوا وہ اور اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں۔ جو اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ ائمہ معصوم دنیا کے

۱۔ غیبت طوسی ص ۲۰۱ چاپ قدیم۔ اثبات الہداۃ ج ۷ ص ۳۳۶

اسرار سے اور موت کے آنے کے وقت اور دنیا میں پیش آنیوالے حادثوں سے واقف تھے۔ اور اپنے علوم میں سے کچھ اپنے بعض مخصوص اصحاب کو بھی بتا دیتے تھے۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"لَوْكَانَ لِاَلْسِنَتِكُمْ اَوْكِيَةٌ لَحَدَّثْتُ كُلَّ اَمْرِىٍٔ بِمَا لَهُ وَعَلَيْهِ" (۱)

اگر تمہاری زبان خاموش رہ سکتی تو میں ہر شخص کے نفع ونقصان کو اس سے بتا دیتا۔

ابو بصیر نے امام صادق ؑ سے پوچھا :-

امیر المومنین ؑ کیوں "مصائب اور اموات کے بارے میں" اصحاب کو بتا دیتے تھے۔ لیکن ہم اس فیض سے محروم ہیں۔

آپ ؑ نے فرمایا :-

اس لئے کہ ان کے علاوہ کوئی دوسرا اس کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ (۲)

نیز امام صادق ؑ فرماتے ہیں :-

اگر میں موسیٰ ؑ اور خضر ؑ کے ساتھ ہوتا تو ان کو بتا دیتا کہ میں تم سے زیادہ دانا ہوں اور ان کو ایسے امور بتلاتا جنکو وہ

۱۔ کافی ج ۱ ص ۲۶۴

۲۔ کافی ج ۱ ص ۲۶۴

نہیں جانتے تھے۔ اس لئے کہ وہ ماکان (جو کچھ گذر چکا ہے) جانتے تھے اور ما یکون وماھو کائن (وہ چیز جو ہے اور جو کچھ قیامت تک ہوگی) کی اطلاع نہیں رکھتے تھے۔ لیکن ہمیں اس کا علم پیغمبرؐ سے وراثت میں ملا ہے۔ (۱)

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

کیا تم گمان کرتے ہو کہ خدائے بزرگ نے اپنے اولیاء کی اطاعت کو بندوں پر فرض کیا ہے اور آسمانوں اور زمینوں کی خبر کو ان سے پوشیدہ رکھا ہے۔ (۲)

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:۔

"اَیُّ اِمَامٍ لَا یَعْلَمُ مَا یُصِیْبُہٗ وَاِلٰی مَا یَصِیْرُ فَلَیْسَ ذٰلِکَ بِحُجَّۃِ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِہٖ۔" (۳)

ہر امام جو نہیں جانتا کہ اس تک کونسی بلا پہونچنے والی ہے اور اس کا انجام کیا ہوگا وہ لوگوں پر حجت خدا نہیں ہے۔

۱۔ کافی ج ۱ ص ۲۶۴

۲۔ کافی ج ۱ ص ۲۶۱

۳۔ کافی ج ۱ ص ۲۵۸

وارثان علوم

خداوند عالم نے لوگوں کی رہبری اور ہدایت کے لیے پیغمبروں کو بھیجا اور وحی اور الہام کے ذریعہ ان کو جہان کی حقیقتوں سے آگاہ کیا تاکہ اس رہبری اور ہدایت کے عہدہ کو بخوبی انجام دے سکیں۔

پیغمبروں کا علم دوسرے لوگوں کی طرح نہیں تھا کہ جس میں خطا یا اشتباہ ہو اور مدت دراز کے بعد اس کے خلاف ثابت ہو کیونکہ پیغمبروں کے علوم کا سرچشمہ خداوند عالم کے لا متناہی علم سے پھوٹتا ہے۔ جو صد فی صد درست اور حقیقت پر مبنی ہے۔

یہ علوم ختم نہیں ہوئے۔ بلکہ ایک پیغمبر سے دوسرے پیغمبر کو وراثتاً منتقل ہوتے رہے۔

اَلْعِلْمُ يَتَوَارَثُ۔ (۱)

پیغمبر اسلام کو ان سے پہلے کے تمام انبیاء سے وراثت میں علم ملا۔ آپؐ نے ان علوم کو اپنے بعد امیر المومنین علیہ السّلام

۱۔ کافی ج ۱ ص ۲۲۲

کے سپرد کیا اور علیؑ نے بھی اپنے بعد والے امامؑ کے سپرد کیا اور اسی طرح ہر امامؑ نے اپنے بعد والے امامؑ تک پہونچایا کیونکہ ائمہ معصومینؑ بھی امت کے رہبر ہیں۔ اور لوگوں کو ہدایت کرنے میں وہی پیغمبروں والی ذمہ داری کے مالک ہیں جس طرح پیغمبروں کے لیے لازم تھا کہ علوم خدا سے واقف ہوں اسی طرح یہ بھی لازم ہے کہ ائمہؑ بھی ان علوم سے واقف ہوں۔ تاکہ پیغمبروں کے مقصد کو پورا کریں۔ اور امت کی ہدایت ورہبری سے عہدہ برآ ہو سکیں۔

اس سلسلہ میں خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہؑ نے جو کچھ فرمایا ہے اس کے چند نمونے:۔

۱۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:۔

خداوند عالم نے تمام پیغمبروں کے علم کو پیغمبر اسلامؐ میں جمع کیا اور پیغمبر اسلامؐ نے بھی ان تمام علوم کو امیرالمومنینؑ کے سپرد کیا۔ (۱)

۲۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:۔

ہم امر خدا کے والی، اور خداوند عالم کے علم کے خزانہ دار اور خداوند کریم کے اسرار اور وحی کی جگہ ہیں۔ (۲)

۱۔ کافی ج ۱ ص ۲۲۲

۲۔ کافی ج ۱ ص ۱۹۲

۳۔ حضرت امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں:۔
مجھے اموات، مشکلات انساب اور فصل الخطاب (یعنی وہ چیز جو حق کو باطل سے جدا کرتی ہے) کا علم ملا ہے۔ گذشتہ کا علم مجھ پر مخفی نہ رہا اور آئندہ کا علم مجھ پر پوشیدہ نہیں ہے۔۔۔ اور ان (مقامات) پر خدا نے مجھے قدرت بخشی ہے۔ (۱)

۴۔ پیغمبر گرامیؐ نے فرمایا:۔
أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا
میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔ (۲)

آپؐ نے یہ بھی فرمایا:۔
علیؑ میرے علم کے خزینہ دار اور مخزن ہیں۔ (۳)

۵۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی علیہ السلام سے کہتے تھے۔ اے علیؑ جو میں سنتا ہوں تم بھی سنتے ہو، جو میں دیکھتا ہوں تم بھی دیکھتے ہو، سوائے اس کے کہ تم پیغمبر نہیں ہو۔ (۴)

۶۔ نوفل بیان کرتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام کے خراسان تشریف لانے کے بعد مامون عباسی نے (فضل بن سہل) کو حکم دیا کہ مختلف

۱۔ کافی ج ۱ ص ۲۲۲
۲۔ الغدیر ج ۶ ص ۶۱ کے بعد
۳۔ الغدیر ج ۳ ص ۹۵-۱۰۰
۴۔ نہج البلاغہ عبدہ ص ۳۹۲

مذاہب کے سرداروں جیسے (جاثلیق) (۱) اور "راس الجالوت" (۲) اور "صابئین" کے بزرگ (۳) اور "ہربذ اکبر" (۴) اور "زرتشت" کے پیروکار اور "نسطاس رومی" (۵) اور "متکلمین" (۶) کو جمع کرے فضل نے ان کو جمع کیا۔

مامون نے "یاسر" (امام رضا علیہ السلام کا منشی) کے وسیلہ سے امام سے تقاضا کیا۔ کیا آپؑ مختلف مذاہب کے سرداروں کے ساتھ گفتگو کرنے کے لیے تیار ہیں۔ امامؑ نے جواب دیا کہ کل آؤنگا جب یاسر واپس چلا گیا تو امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اے نوفل: تو عراقی ہے اور عراقی ہوشیار ہوتا ہے یہ جو مامون نے مشرکین اور مختلف عقائد والوں کو جمع کیا ہے اس سے تو کیا سمجھتا ہے؟۔

نوفل نے عرض کیا میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں۔ مامون چاہتا ہے کہ آپ کو آزمائے اور آپؑ کے میزان علم کو پہچانے۔

فرمایا! کیا تو ڈرتا ہے کہ وہ میری دلیل کو باطل کر دینگے۔

نوفل نے کہا خدا کی قسم نہیں۔ ہرگز مجھے اس طرح کا خوف نہیں ہے اور مجھے امید ہے کہ خدا آپؑ کو ان پر کامیاب فرمائے گا۔

۱۔ مسیحی علماء کا سردار۔ ۲۔ یہودی علماء کا سردار۔ ۳۔ فرشتوں کو پوجنے والے یا ستاروں کو پوجنے والے یا وہ لوگ جو نبوت اور شریعت پر ایمان نہیں رکھتے ۴۔ ہربذ معرب (ہربد) ہے آتش کدہ کے خادم اور آتش پرستوں کے قاضی اور آتش پرستوں کو کہتے ہیں ۵۔ طبیب رومی۔ ۶۔ وہ لوگ جو علم عقائد میں مہارت رکھتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: اے نوفل کیا تو جاننا چاہتا ہے کہ ماموں کس وقت پشیمان ہوگا۔ نوفل نے عرض کیا ہاں۔

امامؑ نے فرمایا: اس وقت جب میں اہل تورات پر انکی تورات اور اہل انجیل پر ان کی انجیل سے۔ اور اہل زبور پر انکی زبور سے اور صابئین پر خود ان کی زبان عبری میں۔ اور ہر بذان پر ان کی فارسی زبان میں۔ اور رومیوں پر خود ان کی زبان میں۔ اور اصحاب مقالات پر ان کی لغت سے استدلال کروں گا اور اس وقت جب ہر گروہ پر میں غالب آجاؤں گا اور ان کی دلیل کو غلط ثابت کردونگا اور وہ اپنی بات اور اپنے عقیدے سے ہٹ جائیں گے اور میری بات کی طرف راغب ہوں گے اس وقت ماموں سمجھ جائے گا کہ جس مسند پر وہ بیٹھا ہوا ہے وہ اس کا حق نہیں ہے۔

دوسرے دن صبح امامؑ ان کی مجلس میں تشریف لائے ۔۔۔ راس الجالوت نے کہا ہم آپؑ سے تورات اور انجیل اور داؤد کی زبور اور صحف ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کے علاوہ کوئی بات قبول نہیں کریں گے آپؑ نے قبول کر لیا اور تورات و انجیل و زبور اور کتاب حیقوق (۱) سے پیغمبر اسلامؐ کے ثبوت پر استدلال فرمایا۔ راس الجالوت نے آپؑ کی تصدیق کی اور آپؑ نے دوسروں کے ساتھ بھی بحث کی اور جب سب کے سب خاموش رہے تو فرمایا۔

۱۔ حیقوق یا حبقوق یہ بنی اسرائیل کے پیغمبروں میں سے ہے۔

اے لوگو! اگر تمہارے درمیان کوئی مخالف ہے اور سوال کرنا چاہتا ہو تو بلا جھجک سوال کر سکتا ہے۔

"عمران صابی" جو کہ علم کلام اور بحث میں بے نظیر تھا۔ بولا اے دانشمند اگر تم خود پوچھنے کی دعوت نہ دیتے تو میں تم سے سوال نہ کرتا۔ کیونکہ میں کوفہ و بصرہ اور شام و بصرہ میں گیا ہوں اور وہاں کے متکلمین کے ساتھ میں نے گفتگو کی ہے لیکن کوئی بھی ایسا نہیں ملا۔ جس نے مجھ پر خدا کی وحدانیت ثابت کی ہو۔

امام علیہ السلام نے مفصل دلائل کے ساتھ خدائے واحد کو اس کے لئے بیان فرمایا۔ (۱)

"عمران صابی" مان گیا اور بولا میرے سردار، میں سمجھ گیا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ویسا ہی ہے جیسا کہ آپؑ نے فرمایا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے ہیں اور ہدایت کے لئے اور سچے دین کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں اس کے بعد اس نے قبلہ کی طرف منھ کیا اور سجدے میں چلا گیا اور ایمان لے آیا۔

متکلمین نے جب "عمران صابی" کی گفتگو سنی تو انھوں نے اور کوئی سوال نہیں کیا دن تمام ہونے کے بعد مامون اٹھا اور امام علیہ السلام کے ساتھ گھر میں چلا گیا پھر لوگ منتشر ہو گئے۔ (۲)

۱۔ مفصل اور عمیق دلیلیں جو کہ امام نے اس مجلس میں بیان فرمایا شیخ صدوقؒ کی کتاب میں درج ہے

۲۔ توحید صدوق ص۴۲۹ تا ص۴۴۷، اثبات الہداۃ ج ۶ ص۴۵ ص۴۹

۷۔ "عبدالملک بن اعین" نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ تمام زیدی اور تمام معتزلی "محمد بن عبداللہ بن الحسن" "معروف" "نفس زکیہ" (۱) کے پاس جمع ہو گئے ہیں آیا ان کو سلطنت مل جائے گی؟۔

آپؑ نے فرمایا۔ میرے پاس دو کتابیں ہیں دونوں میں ہر پیغمبر اور ہر اس بادشاہ کا نام لکھا ہوا ہے جس کو زمین کی بادشاہت ملے گی ۔۔۔ لیکن خدا کی قسم محمد بن عبداللہ بن الحسن کا نام ان میں سے کسی ایک میں بھی نہیں ہے۔ (۲)

۸۔ فضیل ابن سکرہ کہتا ہے: میں امام صادقؑ کی خدمت میں گیا۔ آپ نے فرمایا: اے فضیل! تو جانتا ہے تیرے آنے سے پہلے میں کس چیز کو دیکھ رہا تھا؟۔

میں نے عرض کیا نہیں۔

فرمایا میں فاطمہ علیہا السلام کی کتاب کو دیکھ رہا تھا۔ دنیا میں کوئی ایسا بادشاہ نہیں ہے جس کے باپ کا اور اس کا نام اس کتاب میں درج نہ ہو۔ لیکن (حسن کے بیٹوں) کے لئے اس میں کوئی چیز نہیں دیکھی۔ (۳)

۱۔ یہ وہ شخص ہے جس نے منصور عباسی خلیفہ کے خلاف بغاوت کی تھی اور مارا گیا تھا۔

۲۔ کافی ج ۱ ص ۲۴۲

۳۔ کافی ج ۱ ص ۲۴۲

۹۔ "ہشام بن حکم" "برید" مسیحی عالم کے ہمراہ امام صادقؑ کی زیارت کے لیئے گئے۔ حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السّلام کو انھوں نے دیکھا۔ آنجنابؑ نے "برید" سے فرمایا۔

تمہاری مذہبی معلومات تمہاری مذہبی کتاب کے بارے میں کیسی ہیں؟۔

برید نے کہا! صرف میں ہی ہوں جو مذہبی کتاب کا علم رکھتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا! اسکی تفسیر و تاویل پر تجھے کتنا اعتماد ہے؟۔

اس نے کہا! اس میں جو کچھ میں سمجھتا ہوں ان پر مجھ کو مکمل اعتماد ہے۔

امام موسیٰ کاظمؑ نے انجیل کو پڑھنا شروع کیا۔ برید بولا پچاس سال ہو گئے ہیں میں آپؑ جیسے کی تلاش میں ہوں۔ اس کے بعد برید ایمان لے آیا اور وہ عورت جو برید کے ہمراہ تھی وہ بھی ایمان لے آئی۔

ہشام اور برید اور وہ عورت جب امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں پہونچے تو ہشام نے ان کے ایمان لانیکی داستان سنائی۔

آپؑ نے اس آیت کی امام موسیٰ بن جعفرؑ کی توصیف میں تلاوت فرمائی! ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔ (۱)

۱۔ سورہ آل عمران آیت نمبر ۳۴

برید نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آپؑ توراتِ انجیل اور دوسرے پیغمبروں کی کتابوں کو کس طرح جانتے ہیں؟۔

امامؑ نے فرمایا: ہمیں وراثت میں ملی ہیں۔ ہم ان کی اسطرح تلاوت کرتے ہیں جس طرح وہ (صاحبان کتاب) اس کی تلاوت کرتے ہیں اوران کا تلفظ اس طرح کرتے ہیں جیسے وہ تلفظ کرتے ہیں خدانے زمین میں ایسی کوئی حجت نہیں چھوڑی ہے کہ جب اس سے سوال کیا جائے تو جواب میں کہے میں نہیں جانتا۔ (۱)

۱۰۔ ساتویں امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا:۔

خداوند عالم فرماتا ہے:۔

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ۔ (۲)

"اور آسمان و زمین میں کوئی ایسی بات پوشیدہ نہیں ہے جو واضح و روشن کتاب میں موجود نہ ہو۔"

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:۔

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا۔ (۳)

"پھر ہم نے اپنی کتاب کا اپنے ان بندوں کو وارث بنایا جن کو ہم نے منتخب کر لیا۔"

۱۔ کافی ج ا ص ۲۲۷

۲۔ سورۂ نمل آیت ۷۵

۳۔ سورۂ فاطر آیت ۳۲

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

نَحْنُ الَّذِیْنَ اصْطَفَانَا اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ وَاَوْرَثَنَا ھٰذَا الَّذِیْ فِیْہِ تِبْیَانُ کُلِّ شَیْءٍ ۝ (۱)

"ہم اللہ کے منتخب بندے ہیں اور وہ کتاب جس میں تمام چیزوں کا علم ہے ہمیں وراثت میں دی گئی ہے۔"

۱۱ ۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:۔

خدا (جناب سلیمان کے وزیر آصف بن برخیا کی داستان میں جو چشم زدن سے بھی کم وقت میں بلقیس کے تخت کو سلیمان کے سامنے لے آئے) فرماتا ہے:۔

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتَابِ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ ۝ ۔ (۲)

"وہ شخص جس کے پاس کتاب میں سے کچھ علم تھا (سلیمان سے) بولا میں پلک جھپکنے سے بھی پہلے تخت کو آپ کے پاس حاضر کر سکتا ہوں۔"

اس کے بعد امام صادق علیہ السلام نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا:۔ خدا کی قسم اس کتاب کا تمام علم ہمارے پاس ہے (۳)

۱۔ اصول کافی ج ۱ صفحہ ۲۲۶

۲۔ سورہ نمل آیت نمبر ۴۰

۳۔ کافی ج ۱ صفحہ ۲۲۹

نیز امام محمد باقر علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا (وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ) سے اس آیت میں کون مراد ہے۔

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ۔ (۱)

"کہدو (اے پیغمبرؐ) میرے اور تمہارے درمیان (میری رسالت کی) گواہی کے واسطے خدا اور وہ شخص جس کے پاس (آسمانی) کتاب کا علم ہے کافی ہیں"۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

مقصود خدا ہم ہیں۔ البتہ علی علیہ السلام پیغمبرؐ کے بعد ہم میں سب سے پہلے اور بہترین فرد ہیں جن کے پاس کتاب کا علم تھا۔ (۲)

۱۔ سورۂ رعد آیت ۴۳

۲۔ کافی ج ۱ ص ۲۲۹

ماموران الٰہی

ائمہ معصومین علیہم السّلام پیغمبروں کی طرح خدا کی طرف سے مامور ہیں اور ان کے فرائض خدا کی طرف سے معین ہوتے ہیں اور جس چیز کے ساتھ مامور ہوں یقیناً سب سے بہترین اور برتر وہی ہے اور اس میں ہرگز سہو اور خطا نہیں ہو سکتی کیونکہ جس چیز کا حکم خدا نے دیا ہے اس میں خطا کا امکان نہیں ہے ہر چند اس کا رمز اور اس کی مصلحت سب پر آشکار نہ ہو۔

اسی لیے پیغمبرؐ اور ائمہؑ اپنے فرائض کے انجام دینے میں بہت سخت تھے۔ بغیر متزلزل ہوئے اور نہایت اطمینان کے ساتھ اپنے راستے کو طے کرتے تھے خدا کے لیے اور وہ امر جو ان پر معین کیا جاتا تھا۔ رضا و رغبت اور شوق کے ساتھ اس امر کو بجا لانے کے لیے حاضر ہو جاتے تھے اور خدا کا فرمان انجام دینے کے لیے نہ خطرے سے ہراساں ہوتے تھے اور نہ ملامت کا خوف رکھتے تھے۔

پیغمبر اکرمؐ نے اپنے فرمان میں فرمایا:۔

اَلْحَسَنُؑ وَالْحُسَیْنُؑ اِمَامَانِ قَامَا اَوْ قَعَدَا ۔ حسنؑ اور حسینؑ

دونوں امام ہیں کھڑے ہوں یا بیٹھے (جنگ کریں یا صلح) اس حقیقت کو لوگوں کو سکھایا۔ تاکہ امامؑ کے سامنے سر تسلیم خم کریں. اور اپنے نظریہ کے مطابق امامؑ کے فرائض میں فیصلہ نہ کریں اور جان لیں کہ ائمہؑ صلح اور جنگ، قیام و قعود میں جو بھی کرتے ہیں خدا کے فرمان کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

ائمہ علیہم السلام اپنے فرائض کو اس علم کی بنا پر جو انہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وراثت میں ملا ہے جانتے تھے نیز خداوند کی طرف سے الہامات غیبی شب قدر میں اور شب قدر کے علاوہ آئندہ ہونے والے کاموں سے آگاہ تھے۔

اور وہ حالات جو ایک سال کی مدت میں پیش آنے والے ہوتے ہیں پہلے سے اس کی خبر رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اس کے لئے کیا کرنا چاہیئے، اور حتی کہ اپنے بعض مخصوص اصحاب سے بھی بیان فرما دیتے تھے لیکن سب اس قابل نہیں تھے کہ ان کو بھی بتا دیتے۔

حضرت علی علیہ السلام کا اپنے حقوق کے غاصبوں کے ساتھ جنگ نہ کرنا اور امام حسن علیہ السلام کا معاویہ کے ساتھ صلح کرنا۔ اور حسین بن علی علیہ السلام کی شہادت اور آپؑ کا یزید لعؔ کے مقابلہ میں قیام کرنا۔ یہ تمام اسی طریقہ پر تھے۔ جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگ اور صلح بھی مخالفین اسلام کے ساتھ خداوند کے فرمان کی بنا پر انجام پائی تھی۔ اور ہرگز خدا

کے فرمان کے بغیر اور اپنی رغبت کے ساتھ کوئی کام انجام نہیں دیتے تھے۔

ضریس کناسی کہتا ہے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے اصحاب کے درمیان فرمایا میں ان لوگوں پر تعجب کرتا ہوں جو ہماری ولایت کو قبول کرتے ہیں اور ہمیں اپنا پیشوا جانتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان پر ہمارے فرمان کی اطاعت کرنا پیغمبرؐ کی اطاعت کی طرح واجب ہے۔ اس کے باوجود اپنے دلوں کی سستی کی وجہ سے ایک گروہ کہ جن کو خدا نے اپنی معرفت کامل عطا فرمائی ہے اور ہمارے سامنے سر تسلیم خم ہے کی مذمت کرتے ہیں اور (اس طرح) اپنی ہی دلیل سے اپنے ایمان کی کمزوری ثابت کرتے ہیں۔

کیا تم گمان کرتے ہو کہ خدائے بزرگ اپنے اولیاء کی اطاعت لوگوں پر واجب کرے — لیکن آسمان اور زمین کی خبروں کو ان سے پوشیدہ رکھے؟

ایک شخص نے جس کا نام "حمران" تھا عرض کیا۔ اگر ائمہؑ دنیا کی تمام باتوں کو جانتے ہیں تو انھوں نے ایسے کام کیوں کئے کہ ظالم لوگ ان پر فتح پا گئے۔ اور انکو شکست ہوئی اور مارے گئے؟

آپ نے فرمایا: خداوند عالم نے یہ امور ان کے لئے مقدور اور حتمی قرار دیئے تاکہ وہ اختیار اور رضا کے ساتھ اس کام کو انجام دیں اس بنا پر حضرت علیؑ اور حضرت حسنؑ اور حضرت حسین علیہم السلام

نے اپنے فرائض کو اس علم اور آگاہی کے مطابق انجام دیا جو پیغمبرؐ کی طرف سے ان کو وراثت میں ملا تھا۔ نیز ہم میں سے جس نے بھی سکوت کیا اس نے اپنے علم اور اپنے فریضہ کی بنا پر سکوت کیا۔ لہذا بعض افراد اپنی نادانی کی بنا پر ان کے بارے میں جو کچھ کہتے یا گمان کرتے ہیں وہ تم کو گمراہی میں نہ ڈال دیں۔ (۱)

یہ حقیقت ہے کہ ائمہ کا عمل خود ہی ان کا بہترین گواہ ہے بہت سے موقعوں پر ان کے عزیزوں اور دوستوں نے اپنی نظر کے مطابق امام کے سامنے اپنی رائے پیش کی مگر امامؑ نے ان کی رائے پر توجہ نہیں فرمائی اس لیے کہ ان کی رائے ان کے ذاتی علم اور دنیا کے پوشیدہ اسرار سے ناواقفیت کی بناء پر تھی۔

امام حسین علیہ السلام نے سفر کربلا کرتے وقت ابن عباس، عبداللہ بن جعفر، محمد بن حنیفہ، جابر انصاری، ابوسعید، عمر بن عبدالرحمٰن، عبداللہ بن مطیع کی باتوں پر اعتنا نہیں کی۔ جو کربلا جانے سے روک رہے تھے اور کوفیوں کی بیوفائی کے بارے میں گفتگو کرتے تھے۔

آپؑ نے فرمایا:۔

۱۔ لَن یُّصِیبَنَا اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا۔ (۲)

۱۔ کافی ج ۱ ص ۲۶۲، ۲۔ کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۲۷۷

خدا نے ہمارے لیے جو لکھ دیا ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہونے والا ہے۔

۲۔ کُلُّ مَا حُتِمَ نَازِلٌ وَعِنْدَ اللّٰهِ نَحْتَسِبُ اَنْفُسَنَا وَ فَسَادُ اُمَّتِنَا۔ (۱)

جو کچھ مقدر ہے وہی ہونے والا ہے ہم امت کی برائیوں کے مقابل میں اپنی جانبازی کے ساتھ خدا کے اجر و ثواب کے طلب گار ہیں۔

۳۔ اِنِّی رَأَیْتُ رُؤْیَا فِیْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (ص)، وَاُمِرْتُ فِیْهَا بِاَمْرٍ اَنَا مَاضٍ لَهُ، عَلَیَّ کَانَ اَوْ لِیْ۔ (۲)

میں نے پیغمبرؐ کو خواب میں دیکھا ہے خواب کے عالم میں ایک امر پر مامور کیا گیا ہوں میں ہی اس کام کا انجام دینے والا ہوں اس میں چاہے میرا نقصان ہو یا نفع۔

اس طرح کے دوسرے مطالب بھی ہیں جو اس حقیقت پر مبنی ہیں کہ امامؑ قبول شہادت اور جاں نثاری کے اقدام میں خدا کی طرف سے مامور تھے اور اپنے فرائض کی انجام دہی میں کسی دوسرے کی باتوں پر توجہ نہیں فرماتے تھے۔

امام محمد باقر علیہ السلام کی شہادت کے بعد ایک گروہ

۱۔ تاریخ طبری ج ۷، ص ۲۶۴

۲۔ کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۴۱ چاپ بیروت سال ۱۳۸۵ ہجری۔

نے امام جعفر صادقؑ سے قیام کرنے کے لئے کہا لیکن آپؑ نے ان کی پیش کش کو قبول نہیں فرمایا۔ (۱)

اور انھوں نے نشر و اشاعت علوم و معارف اسلام کو اپنایا جو ان کا الٰہی فریضہ تھا۔ آپؑ نے مختلف شعبوں میں اپنے بے شمار آثار چھوڑے جیسے تفسیر، کلام، اخلاق، طب، اصول صحت اور دیگر علوم۔ آپؑ نے ایسے شاگردوں کی تربیت فرمائی جو دین و مذہب سے واقفیت حاصل کر کے دوسروں تک پہنچا سکتے تھے۔

تمام شد

بعون اللہ و حسن توفیقہ

ملتمس دعا عبد العلی عالمپوری

۱۔ امالی سید مرتضیٰ، عمدۃ الطالب، اعیان الشیعہ قسم ۲ جز ۳۴ ص ۱۲۷۔۱۲۸

ملنے کا پتہ

امامیہ آرگنائزیشن،
۷- عزاخانۂ زہرا، حال کالونی نمبر ۱،
سلجا بازار، کراچی - ۵
پاکستان

ادارہ نور اسلام،
امامباڑہ، فیض آباد، یوپی،
ہندوستان